مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ	کو جنھیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا،
وَالطَّاغُوْتِ (۵۱)	وہ ایمان رکھتے ہیں جبت اور طاغوت پر۔

میں 'جبت اور طاغوت' کی تشریح میں ایک قول مجاہد کا یہ نقل کیا ہے:

'یومنون بالجبت والطاغوت'	وہ ایمان رکھتے ہیں جبت اور طاغوت پر'
قال الجبت السحر والطاغوت	فرمایا 'جبت' جادو ہے۔ اور طاغوت کے
الشیطان فی صورۃ انسان	معنی ہیں شیطان بصورت انسان جس کی
یتحاکمون الیہ وھو صاحب	طرف لوگ اپنے فیصلوں میں رجوع کریں
امرھم ؎	اور وہی ان کا کل مالک و مختار ہو۔

اس کے بعد موصوف اس سلسلے کے دوسرے اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی ترجیحی رائے ان لفظوں میں پیش کرتے ہیں:

"ابو جعفر نے کہا کہ میرے نزدیک 'یومنون بالجبت والطاغوت' (اور وہ ایمان رکھتے ہیں جبت اور طاغوت پر) کی تاویل میں صحیح قول یہ ہے کہ کہا جائے وہ اللہ کے سوا دوسرے دو معبودوں کی تصدیق کرتے ہیں، جن کی وہ بندگی کرتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر اور انھیں اپنا معبود گردانتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جبت اور طاغوت نام ہے ہر اس قابل احترام وجود کا جس کی اللہ کو چھوڑ کر پرستش کی جائے یا اس کی پیروی اور سرافگندگی اختیار کی جائے۔ بلا لحاظ اس کے کہ یہ قابل احترام وجود کیا ہے، پتھر، انسان یا شیطان۔ جب معاملہ کی صورت یہ ہے تو وہ بت جن کی زمانۂ جاہلیت کے لوگ پرستش کرتے تھے اور جو اللہ کو چھوڑ کر بندگی کیے جانے کے سبب حد درجہ قابل احترام تھے تو ان کا شمار 'جبتوں اور طاغوتوں' میں ہوا۔ اسی طرح وہ شیاطین جن کی کفار اللہ کی نافرمانی میں پیروی کرتے تھے نیز وہ جادوگر اور کاہن جو اہل شرک کے ہاں جو کہہ دیں اسے حرف بہ حرف صحیح سمجھا جاتا تھا، (یہ بھی انہی جبت و طاغوت میں شامل ہوئے) یہی حال حی بن اخطب اور کعب بن اشرف کا ہے اس لیے کہ نافرمانی اور اس کے رسول کے انکار میں، ان کی قوم، یہود میں ان کی بلاچون وچرا اور اندھی پیروی کی جاتی تھی۔ تو یہ دونوں بھی (اسی

طرح) جبت اور طاغوت ہوئے ہیں

جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن جب 'غیر اللہ' کا انکار اور ایک خدا کی بندگی اور عبادت کی بات کہتا ہے تو اس کے مضمرات کتنے گہرے اور اس کا دائرہ کتنا وسیع ہوتا ہے۔ اس کا مطلب محض بتوں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ سے اجتناب ہی نہیں ہوتا بلکہ خدا سے دور اور اس سے منحرف کرنے کی جتنی صورتیں بھی ممکن ہیں اور یہ کام جن مختلف ذرائع سے انجام پاتا ہے، اور جو طاقتیں بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔ غیر اللہ کے انکار کے سلسلے میں ان سب سے اجتناب لازم ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ کسی دیوی دیوتا کا علامتی مظہر بت اور مورتی ہے یا کوئی زندہ انسان یا انسانوں کی کوئی ایسی جماعت جو دوسرے انسانوں کو راہ خدا سے ہٹا کر مختلف پگڈنڈیوں پر ڈال دیتی اور اس طرح عملاً دنیا میں اپنی خدائی کا سکہ جمانے کے درپے ہوتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے جو سورہ زمر کی آیت بالا کے معاً بعد خدا تعالیٰ کی خوش خبری پانے والے بندوں کا وصف قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ	وہ جو بات (قرآن) کو دھیان سے سنتے ہیں
فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ	اور اس کی بہترین (تعلیم) کی پیروی کرتے ہیں
الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ	یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے راہ بتائی اور
هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (زمر: ۱۸)	یہی سمجھ والے ہیں۔

عبادت اور اطاعت

۲۔ دوسرے مقامات پر قرآن 'عبادت' کے ساتھ 'بے آمیز اطاعت' کو ایک شرط لازم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ سورۂ بینہ میں اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہر ایک سے اسی بے لاگ مطالبہ کا ذکر ہوا کہ:۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا	اور انھیں جو حکم دیا گیا تو بس اس کا کہ (ایک)
اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ	اللہ کی بندگی کریں، اس کے لیے اطاعت
حُنَفَآءَ ۝ (۵)	کرنے کو خالص کرتے ہوئے (بالکل) یکسو ہو کر۔

جس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

یقول تعالیٰ ذکرہ وما امراللہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے ان یہود و